

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

کیا ضعیف روایات، فضائل اعمال میں حجت ہیں اور اس سلسلے میں محدثین کی رائے کیا ہے؟ اس کا مدلل جواب تفصیل سے عنایت فرمائیں۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و عليكم السلام ورحمة الله وبركاته

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد!

یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ ضعیف روایات کو فضائل اعمال میں قبول کیا جائے گا یا نہیں۔ لیکن اس بارہ میں حق اور درست موقف یہی ہے کہ فضائل اعمال میں بھی ضعیف روایات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہی مسلک امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، معین، ابوالوراء بخاری، ابن العربی رحمہ اللہ کا ہے۔ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ راضی الاحوذی شرح جامع الترمذی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ امام مسلم نے جو دلائل صحیح مسلم کے مقدمہ میں دیے ہیں ان سے یہی نتیجہ چلتا ہے کہ ضعیف روایات ترغیب و ترہیب میں بھی پیش نہیں کی جاسکتیں۔ اسی طرح امام ابن حزم رحمہ اللہ الفصل فی الاحواء والخلل والنحل میں فرماتے ہیں: بعض اہل اسلام غافل یا مجہول یا کاذب راوی کی روایت کو قبول کر لیتے ہیں حالانکہ ہمارے نزدیک ضعیف روایت کو قبول کرنا حلال نہیں ہے اور نہ اسکی تائید حلال ہے۔

اس ضمن میں کچھ دلائل پیش خدمت ہیں :

۱۔ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ احکام شرعیہ خمسہ یعنی وجوب، ندب، اجاحت، کراہت، تحریم میں ضعیف روایات قابل اعتبار نہیں ہیں جب اس بات پر اتفاق ہے تو یقیناً یہ بات بھی مستفق علیہ عند اہل العلم بن جاتی ہے کہ فضائل اعمال میں بھی ضعیف روایات قبول نہیں ہیں!!!!

کیونکہ

ندب و استحباب میں فضیلت ہی تو ہوتی ہے !!!، تو جب فضیلت ہی ثابت نہ ہوئی تو فضائل اعمال بھی ثابت نہ ہوئے....!!! خوب سمجھ لیں۔

۲۔ اعمال و احکام میں ضعیف روایات کے قبول نہ ہونے پر تمام تہذیبی علم اتفاق رکھتے ہیں اور کتاب و سنت سے اس کے دلائل حیتہ ہیں۔ ان دلائل کے عموم میں فضائل اعمال بھی داخل اور شامل ہیں۔ جب فضائل اعمال بھی ان دلائل کے عموم میں شامل ہیں تو انہیں مستثنیٰ قرار دینے کے لیے مستقل دلیل کی ضرورت ہے۔ جبکہ اس استثناء کے لیے کتاب و سنت سے آج تک کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکی۔ جبکہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں امام مسلم نے ان روایات کے مردود ہونے کے بہت سے دلائل دیے ہیں۔

۳۔ ضعیف روایت کے پایہ ثبوت تک پہنچنے میں شبہ ہوتا ہے، یعنی یہ یقین نہیں ہوتا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا عمل ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْدهُ مَسْئُولًا [الإسراء: 36]

جس چیز کا تمہیں علم نہیں اسکے پیچھے نہ پڑو، یقیناً سماعت و بصارت و دل، سب کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

«إِنَّ الْكُلَّ بَيْنَ بَيْنٍ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يُلَاحِظُونَ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ دِينَهُ وَعَرْشَهُ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْفُرَاقِ كَلَامُ أَبِي حَزَلٍ: النَّحْيُ لِحُكْمِكَ أَنْ يَرْتَفِعَ فِيهِ الْأَوْدَانُ لِكُلِّ عُلْبٍ حَتَّى الْأَوْدَانِ حَتَّى اللَّهُ تَعَالَى» (صحیح مسلم کتاب المساقبات أخذ الحلال وترك الشبهات 1599)

یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے مابین کچھ مشتبہ امور ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے تو جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور اپنی عزت محفوظ کر لی اور جو شبہات میں داخل ہو گیا تو وہ حرام میں ہی داخل ہو گیا، اس شخص کی طرح جو اپنی بکریوں کو (غیر) کی چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے تو قریب ہے کہ (اسکی بکریاں اس دوسرے شخص کی) اس چراگاہ میں چلی جائیں، خبر داور بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے ہے اور اللہ کی چراگاہ اسکے حرام کردہ امور ہیں۔

چونکہ ضعیف روایت میں شبہ ہوتا ہے لہذا اس پر عمل کرنا اس حدیث کی رو سے حرام میں واقع ہوتا ہے۔ !!!!!

هدا ما عندي والله اعلم بالصواب

محدث فتوی

فتوی کیٹی

